افادات : حضرت مولانا محمد ایوب الہاشمی صاحبؒ جناب صاحبزادہ قاری عتیق الرحمان ہاشمی صاحب

واقعہ معراج النبی صلی اللہ علیہ وسلم

منکرین معراج جسمانی کا عقلی سفسطہ

آز مودم عقل دوراندیش را بعد ازاں دیوانہ سازم خویش را
گرنہ باشد فضل ایزد دستگیر درہمیں علم و عقل آئی اسیر

ایک مسلمان جو اللہ تعالیٰ کو قادر مطلق اور مختار کل ماننے کے بعد جناب سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کو امام الانبیاء وخاتم الرسل صلی اللہ علیہ وسلم مان لے کس طرح جرأت کر سکتا ہے کہ خدائے قدوس کے کلام اور خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان میں شک وشبہ کی کوئی گنجائش ہے۔ ایمان والوں نے خبر معراج جسمانی سنکر آمنا وصدقنا کہا اور صدیق کہلائے۔ معاندین کو نہ ہی قرآن مجید کے کلام الٰہی ہونے پر یقین تھا اور نہ ہی آپ کی شان رسالت پر ایمان تھا۔ باوجودیکہ کلام الٰہی کے چیلنج کا جواب دینے سے عاجز اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزہ شق القمر جس کا مطالبہ بھی خود ہی کیا، مگر عناد وبغض نے انہیں انکار وجود کی دلدل سے نہیں نکلنے دیا۔" وجحدوابہا واستیقنتہا انفسہم ظلماً وعلواً " آیات الٰہی اور نشانات قدرت ظالم اور ضدی کے دل میں بھی اُتر کر اضطراری یقین پیدا کر دیتی ہیں مگر تقدیرات الٰہی کی نیرنگیاں معاً قلوب کو اپنی گرفت میں لیکر محض ضد اور جحود اختیاری کی مہر لگا دیتی ہیں۔ آج بھی نیچریت اور مغربیت سے ماؤف عقل نارسا کہیں تو معراج روحانی یا منامی سے دلوں کو بہلا رہی ہے اور کہیں کشف جیسے رکیک الفاظ کا سہارا لیکر مذہبی قطعی اصولوں کو موم کی ناک بنانے کی کوشش کر رہی ہے۔ بعض نے روایات کا انقطاع ثابت کیا اور بعض نے فن روایت سے ناواقفیت کی بناء پر اضطراب کا پھندا ڈالکر صحیح روایات پر نقب زنی کرنے کی کوشش کی اور بعض نے طبقات ناریہ اور زمہریہ سے جسد عنصری کے صحیح سالم گزرنے کا استحالہ پیش کیا اور کسی نے اس سرعت حرکت براقی کو ناممکن قرار دیا : واذلم یہتدوابہ فسیقولون ھذا افک قدیم۔ جب بات کر نہیں سکے تو اس کا نام طوفان ہی رکھا۔

﴿واقعہ معراج سائنس کی روشنی میں﴾

"قرآن کریم جس کے بارے میں "یضل به کثیراً ویهدی به کثیرا" اپنے اندر وہ نور ہدایت رکھتا ہے کہ جسکی اک ادنی کرن اور شعاع اگر صحیح الاستعداد انسان کے سینے ایک منٹ میں عرش اور بالائے عرش کی سیر کرادیتی عالم برزخ ملک ملکوت جبروت ولاہوت کے اسرار و معارف سے آشنا کردیتی ہے۔ موت مابعد الموت حشر ونشر جنت دوزخ وزن اعمال مرور صراط گرنا گزرنا غرضیکہ انسان کی ابدی زندگی کے ابدالآباد تک تمام گوشے تفصیل سے پیش کرتی ہے مگر فاسد الاستعداد ماؤف العقل صورت کے انسان پر وہی اثر چھوڑتی ہے جو آفتاب عالمتاب روز روشن میں دوپہر میں چمگادڑ کی آنکھوں کو بے نور اور دل کو بے سرور کردیتا ہے اگر شیرینی صحت مند کیلئے مرغوب طبع ہے تو صفراوی مزاج کیلئے اتنی ہی مضر اور باعث تنفر ہے۔ احول بھینگے کو ایک کے دو نظر آتے ہیں تو یہ آفتاب اور مٹھائی کا قصور نہیں بلکہ مزاج کا نقص اور فساد ہے وہی آفتاب ہے جو اپنی تابانی سے کپڑے کو چمکادیتا ہے مگر دھوبی کو اتنی ہی جلا کر سیاہ کردیتا ہے۔ کیا یہ حقیقت نہیں کہ کل تک ہی عقل نیچر کے مدعی جنات وملائکہ کے وجود سے بے خبر ہو کر انکاری تھے مگر آج یورپ خود جنات وملائکہ کے وجود پر حسی دلائل پیش کررہا ہے۔ اور ہمزاد تک کا قائل ہوچکا ہے۔ کل تک طبقات ناریہ زمہریریہ کو موانع معراج سمجھانے کی کوشش کی جارہی تھی اور آج کے انکشافات جدیدہ اور راکٹوں کی برق رفتاری نے سابقہ انکشافات کی تکذیب اور پردہ دری کردی۔ یہ فرضی توہمات اور فلسفیات کا بھوت اسی وقت تک انسان پر سوار رہتا ہے جبکہ اباء اور استکبار کے طوق سے لدا ہوا ہو نہ ہو تجلی جو انسانی صنعت ہے۔ زمین کے گرد ایک منٹ میں پانچ سو مرتبہ گھوم سکتی ہے اور بعض سیارے ایک ساعت میں آٹھ لاکھ اسی ہزار میل حرکت کرسکتے ہیں۔ انسانی صنعت کی تیز رفتاری کا اندازہ کرنا اگر واقعات نے ایک عقدہ بنادیا ہے تو عجائبات قدرت خداوندی کا اندازہ کرنے کا انسان کو حوصلہ ہوسکتا ہے؟ آج سائنس جدید کے انکشافات سائنس قدیم کے جملہ انکشافات میں اضافہ نہیں ہوا بلکہ تکذیب کرکے "انظر کیف کذبوا علیٰ انفسهم وضل عنهم ماکانوا یفترون کا سماں قائم کررہے ہیں۔ آج اگر ارسطو، فیثاغورث، افلاطون، جالینوس، بوعلی سینا اور فارابی بھی

قبروں سے اٹھ کر آجائیں تو حسب مضمون آیت کریمہ "ربما یودالذین کفرو الوکانو امسلمین وہ بھی ان جدید سائنسی انکشافات کو دیکھ کر اپنی تحقیقات قدیمہ کو اوہام واباطیل کا پلندہ سمجھنے پر مجبور ہو جائیں گے۔ حالانکہ قرآن مجید میں ارشاد فرمارہا ہے: ولما یأتیھم تاویله یوم یاتیھم تاویله یقول الذین نسوہ من قبل قدجاء ت رسل ربنا بالحق ۔ابھی تک ان کے پاس ان واقعات کی تعبیر نہیں آئی جب تعبیر واقعات وحقائق سامنے آئیں گی۔ بھول چوک میں مبتلا حضرات یہی کہیں گے کہ اللہ تعالیٰ کے رسولوں نے جو حقائق پیش کئے تھے وہی حق ہے۔ ہمارا انکار فقط اوہام اور افکار باطلہ پر مبنی تھا۔ جس خدائے عزوجل نے حضرت سلیمان علیہ السلام کے وزیر آصفؒ بن برخیا کو یہ طاقت وکرامت عطاء فرمائی ملکہ بلقیس کا تحت اقصیٰ یمن سے اقصیٰ شام میں لانے کا چشم زدن میں دعویٰ کرتا ہے۔انا اتیک به قبل ان یرتدالیک طرفک۔ میں آنکھ جھپکنے سے پہلے لاسکتا ہوں۔فلماراہ مستقراعندہ' قال ھذا من فضل ربی معاًدیکھا کہ تخت سامنے موجود ہے فوراً بولے یہ میرے رب کا فضل ومہربانی ہے۔ خود تخت سلیمان علیہ السلام کو ہوا تسخیر ربانی سے یمن سے شام اور شام سے یمن چند گھنٹوں میں لیجاتی ہے۔ یہاں بھی مغلوب العقل انسان کہہ سکتا ہے کہ بلقیس کا تخت باوجود کثیف اور مادی ہونے کے کس راستہ سے اور کیوں کر اتنی لمبی چوڑی مسافت کو چشم زدن میں طے کر گیا۔ حضرت آدم علیہ السلام اور حوا علیھا السلام انہی طبقات کے راستے سے صحیح سالم پہنائیوں کے بیچ سے مائدہ نازل ہوا۔ کسی سردی اور گرمی سے اس میں تعفن اور تغیر پیدا نہیں ہوا۔ حضرت عزیر علیہ السلام کا طعام وشراب یعنی کھانا اور پانی سو سال گزرنے کے بعد بھی اسی طرح تازہ اور خوشبودار رہے۔ ہر قسم کی سٹرانڈ اور بو سے محفوظ ہے ۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا جسد عنصری کیساتھ چشم زدن میں آسمانوں پر چڑھ جانا۔ تو جناب رسالت مآب سراپا نور مجسم ﷺ کا بجسدہ العنصری آسمانوں پر جانا اور چشم زدن میں آجانا کیونکر مستبعد اور خلاف عقل ہو سکتا ہے۔ جس خدائے قدوس کی قدرت کا ادنیٰ کرشمہ ہے کہ خلیل الرحمٰن ابراہیم علیہ السلام کیلئے نار ابراہیم کو نور بنادیا۔ وہ حبیب الرحمٰن ﷺ کیلئے کرہ ناری کو نور بنادے تو کس سائنس اور عقل کے خلاف ہے۔ مشاہدات حاضرہ میں بجلی کس قدر طاقت کی حامل

ہے کہ چشم زدن میں جان لیوابن جاتی ہے مگر ہاتھ میں لکڑی ہو یا ربڑ کے دستانے ہوں تو قطعاً اثر نہیں کرتی۔ اگر انسان اتنی سریع التاثیر طاقت کے تاثیرات کا دفاع جانتا ہے تو رب قدیر من بیدہ ملکوت کل شئی جس کے قبضہ قدرت میں جان اور روح ہے۔ تاثیرات پیدا بھی کرسکتا ہے اور تبدیل بھی کرسکتا ہے۔

﴿معراج جسمانی اور قرآن کریم﴾

سبحان الذی اسری بعبدہ لیلاً من المسجد الحرام الی المسجد الاقصا الذی بارکنا حولہ لنریہ من آیاتنا انہ ھو السمیع البصیر ۔ سبحان کا لفظ عجائبات کے ظہور کے وقت بولا جاتا ہے۔ معراج منامی یعنی روحانی کوئی امر عجیب نہیں۔ جس پر سبحان کا لفظ بولا جائے ۔اسرائے اسراء کا لفظ بیداری میں جسم عنصری کی سیر پر بولا گیا ہے۔ فاسر باھلک بقطع من الیل لوط علیہ السلام کو حکم دیا جاتا ہے کہ راتوں رات اپنے گھر والوں کو لے چل موسیٰ علیہ السلام کو فرمایا جاتا ہے۔ فاسر بعبادی لیلاً انکم متبعون۔ میرے بندوں کو راتوں رات لے چل۔ یہ کوئی خواب نہیں تھا۔ عبد کا لفظ بھی روح مع الجسد پر بولا جاتا ہے۔قال تعالیٰ وان کنتم فی ریب مما نزلنا علی عبدنا۔واذکرعبدنا ایوب انزل علی عبدہ الکتاب' تبارک الذی نزل الفرقان علی عبدہ۔ان عبادی لیس لک علیھم سلطان۔کونوا عبادالی من دون اللہ۔وما جعلنارؤیاالتی ارینا ک الافتنۃ للناس ۔ جو کچھ ہم نے آپ کو دکھایا لوگوں کے فتنے اور امتحان کیلئے۔ ظاہر ہے کہ رویت بصری جو بیداری میں ہو رہی گمراہی اور فتنے کا باعث بن سکتی ہے۔ رویت روحانی اور منامی سے کیا فتنہ پیدا ہو سکتا ہے ؟ معراج جسمانی نے ہی فتنہ قائم کیا۔ مخالفین نے انکار کیا اور کچے عقیدے والے مرتد ہوگئے۔ اوحیٰ الیٰ عبدہ مااوحیٰ یہاں بھی آسمانوں پر پہنچ جانے کے بعد بھی عبد کا لفظ ہے جو جسم عنصری پر دال ہے۔ مازاغ البصروماطغی ۔بصر کا لفظ استعمال فرمایا جو جسمانی رویت پر دلالت کرتا ہے۔ دنیٰ فتدلیٰ فکان قاب قوسین اوادنیٰ کے الفاظ بھی دونوں جسمانی پر دال ہیں، کیونکہ اس قرب کو قوسین کے قرب کیساتھ تشبیہ دی گئی اور قوسین جسم ہیں تو جسم کو جسمانی ہی کیساتھ تشبیہ دی جاسکتی ہے اسلئے یہ قرب آپکا مع الجسم تھا اور فقط روحانی نہیں تھا۔

معراج جسمانی اور احادیث

ام ہانیؓ کے گھر میں بحالت استراحت یکایک چھت کا پھٹ کر فرشتہ کا آنا اور آپ کو اٹھا کر مسجد حرام میں لے جانا اور آپ کے سینہ مبارک کو چاک کر کے قلب مقدس کو زمزم شریف کے پانی سے دھونا اور حکمت ایمان وعرفان سے بھر دینا۔ براق پر سوار کر کے آپ کا لیجانا، جبکہ براق پر سواری کی جسم ہی کو ضرورت ہے۔ صبح ام ہانیؓ کو آنحضرت ﷺ نے اپنا واقعہ معراج ذکر کیا۔ انہوں نے مشورہ دیا کہ اس واقعہ کا ذکر کسی سے نہ کرنا، ورنہ لوگ تکذیب کریں گے۔ اندیشہ تکذیب فقط معراج جسمانی کی صورت میں ہو سکتا ہے۔ خواب اور منام پر اتنا فتنہ اور شورش کیسے برپا ہو سکتی ہے۔ چنانچہ اہل مکہ میں اس تکذیب کا کہرام مچ گیا۔ کئی اپنے اور کچے قسم کے عقیدت مند بد عقیدہ ہوگئے اور کہا یہ ناممکن ہے کہ ایک انسان ایک رات میں اتنا لمبا چوڑا سفر جسم سے طے کر سکے۔ اس واقعہ معراج کے بارے میں محدث جلیل القدر ابن کثیر لکھتے ہیں۔ فحدیث الاسراء اجمع علیہ المسلمون واعرض عنہ الزنادقہ اور ان رویات کو متواتر لکھا ہے اور پچیس (۲۵) صحابہ کرام رضوان اللہ علیھم کے نام گنوائے ہیں، جن سے یہ روایات منقول ہیں۔

معراج جسمانی اور غیر مسلم کی عینی شہادت

مشہور روایت جو بخاری میں بالتفصیل موجود ہے۔ قیصر روم کے دربار میں حضرت دحیہؓ کلبی کا آنحضرت ﷺ کا مبارک نامہ لیکر پہنچنا اور قیصر کا اپنے دربار میں عرب کے لوگوں کا بلوانا جو بغرض تجارت وہاں موجود تھے۔ چنانچہ حضرت ابو سفیانؓ جو اس وقت اول صف کے مخالفوں میں سے تھے۔ بلائے گئے انہوں نے بھرے دربار میں قیصر روم کے مختلف سوالات (جو نہایت ہی فراست پر مبنی تھے) جواب دیا۔ دل میں جھوٹ بولنے کا خیال آیا بھی مگر بعد کی رسوائی کے خوف سے جرأت نہ کر سکے۔ چنانچہ ابو سفیانؓ کہتے ہیں۔ مجھے معاً خیال پیدا ہوا کہ اسی واقعہ معراج کو پیش کر کے بادشاہ بد ظن کر لونگا۔ چنانچہ میں نے کہا کہ حامل نبوت جناب محمد ﷺ فرماتے ہیں کہ مجھے ایک رات میں مکہ مکرمہ سے بیت المقدس اور بیت المقدس سے سات آسمانوں تک ایک رات میں جسمانی سیر کرا کے واپس لایا گیا۔ ایلیا کا سب سے بڑا عالم جو ہرقل کے سرہانے کھڑا تھا۔ اس نے کہا کہ میں

اس رات سے واقف ہوں۔ چنانچہ ابو سفیان خاموش کرا دیے گئے۔ بادشاہ اپنے پوپ کیطرف متوجہ ہو گیا پوچھا تجھے کیسے معلوم ہے؟۔ اس نے کہا۔ میرا معمول تھا کہ ہر رات مسجد بیت المقدس کے تمام دروازے بند کرا کے سوتا تھا۔ ایک رات تمام دروازے بند کئے مگر ایک دروازہ اپنی جگہ جام اور بند نہیں ہو سکتا تھا۔ بڑی کوشش کی گئی مگر پہاڑ جیسا وزنی معلوم ہوا مجبوراً کھلا ہی چھوڑ دیا۔ صبح ہوتے ہی ہیں اس دروازہ پر پہنچا اس دروازہ کے پاس پتھر کی چٹان میں ایک روزن اور سوراخ بنا ہوا ہے۔ یہ وہ روزن تھا جس سے انبیاء علیھم السلام جو بیت المقدس تشریف لاتے انکی سواریاں اسی روزن سے باندھی جاتی تھیں۔ میں نے اپنے ساتھیوں کو کہا کہ آج رات معلوم ہوتا ہے کہ کسی نبی کی آمد اس مسجد میں ہوئی ہے اور انکی سواری کو اس سوراخ سے باندھا گیا اور آنحضرت ﷺ کی نماز وغیرہ کی تفصیلات بھی بیان کی ہیں۔ (ابن کثیر ص: ۲۴ جلد ۳) یہ واقعہ معراج جسمانی کی کھلی تائید ہے اگر روحانی تھا تو ابوسفیانؓ کو اس واقعہ کے پیش کرنے سے کیا حاصل۔ خوابیں تو آتی ہی رہتی ہیں پھر عیسائی عالم کا مسجد بیت المقدس کے دروازہ کے بند نہ ہونے کا حوالہ اور پتھر کا سوراخ روزن کی شہادت پیش کرنا اور نماز وغیرہ کے واقعات معراج جسمانی ہی کے دلائل ہیں۔ اہل مکہ کا اپنے قافلہ کے بارے میں پوچھنا اور آپ کا جواب دینا کہ وہ قافلہ بدھ کی شام غروب شمس سے قبل آنکلے گا سارا مکہ اور قریش نکلے۔ یہ قافلہ آپ کو مقام ضجنان میں سوتا ہوا ملا ان کے ایک برتن میں پانی ڈھکا ہوا تھا ڈھکنا اتار کر اس میں سے پانی پیا قافلہ کے آنے میں دیر ہوئی چنانچہ سورج کے غروب سے قبل ہی آپ کے ارشاد کے مطابق خاکستری رنگ کا اونٹ آگے آگے تھا اور اس قافلے والوں کا پانی جو ان کی چھاگل (برتن) میں تھا گم ہو جانا اور آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ پانی میں نے ہی پیا تھا۔ معراج جسمانی کے اٹل دلائل ہیں۔ اسی طرح حدیث مسلم جس میں مسجد بیت المقدس کے بارے میں کفار نے نشانات مانگے۔ ابتداً آپ کو پریشانی لاحق ہوئی۔ ازاں بعد رب تعالیٰ نے فوری مسجد بیت المقدس کو میرے سامنے کر دیا اور میں دیکھ دیکھ کر بتلا رہا تھا جس پر کفار اور فجار کی زبانوں پر تالے پڑ گئے اور دم بخود ہو گئے۔ اس رات تمام انبیاء علیھم السلام کی آپ ﷺ نے مسجد بیت المقدس میں امامت کی۔ ہر پیغمبرؑ نے خطبہ دیا اور آخر میں آپؐ نے خطبہ دیا اس رات میں آپ ﷺ کھوروں والی

زمین میں اتارے گئے جبرائیل علیہ السلام نے کہا یہاں نماز پڑھیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا یہ کون سی زمین ہے جبرائیل علیہ السلام نے کہا مدینہ طیبہ آپکی ہجرت گاہ ہے۔ اسی طرح مدین سے گزر ہوا وہاں بھی نماز پڑھی۔ آپ نے پوچھا کونسی جگہ ہے؟ جبرائیلؑ نے کہا عیسیٰ علیہ السلام کی جائے پیدائش ہے۔ اسی طرح کوہ طور پر بھی آپ نے نماز پڑھی۔ اسی سیر میں آپ کو ایک بڑھیا ملی۔ اسی طرح ایک بوڑھا ملا۔ (جس نے آپکو السلام علیک یااول یا آخر یا حاشر کے الفاظ سے سلام پیش کیا) جس نے آپ کو اپنی طرف بلایا۔ جبرائیلؑ نے کہا آگے چلئے آگے ایک جماعت نے آپ ﷺ کو سلام بایں الفاظ پیش کیا۔ السلام علیک یااول یا آخر یا حاشر۔ جبرائیلؑ نے کہا ان کے سلام کا جواب دیں یہ حضرت ابراہیمؑ، حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں۔ بڑھیا دنیا ہے اور بوڑھا ابلیس ہے جو آپ کو بلا رہا تھا اور آپ ﷺ انکی طرف نہیں گئے۔ اسی طرح اس رات میں عجائبات دکھائے گئے۔ ایک (۱) قوم ہے اسی دن فصل بو رہی ہے اور اسی دن کاٹ بھی رہی ہے اور پھر فوراً فصل مکمل ہو جاتی ہے۔ (۲) اسی طرح ایک قوم جن کے سر پتھر سے پھوڑے جاتے ہیں اور کچلے جاتے ہیں اور پھر پہلی حالت پر ہو جاتے ہیں۔ (۳) ایک قوم پر گزر ہوتا ہے جو ننگے بدن اور مویشیوں کی طرح زقوم کھا رہی ہے۔ (۴) ایک قوم پر گزر ہوا جن کے سامنے ایک ہنڈیا میں پکا ہوا گوشت ہے اور دوسری میں کچا سڑا ہوا۔ (۵) پھر ایک شخص پر گزر ہوا جس کے سر پر لکڑیوں کا بھاری گٹھڑ ہے اور وہ اسے اٹھا نہیں سکتا۔ (۶) ایک قوم پر گزر ہوتا ہے جنکی زبانیں اور ہونٹ آہنی قینچی سے کاٹے جا رہے ہیں اور کٹ کر پھر سابقہ حالت پر ہو جاتے ہیں۔ (۷) پھر آپکا گزر ایک پتھر پر ہوا جس سے ایک بیل نکلتا ہے اور پھر اس میں جانا چاہتا ہے مگر جا نہیں سکتا۔ چنانچہ آپ ﷺ نے ہر موقعہ پر پوچھا۔ جبرائیلؑ نے کہا۔ پہلی قوم غازی اور مجاہدین فی سبیل اللہ دوسرے لوگ فرض نماز عملاً ترک کرنے والے ہیں۔ تیسرے زکوۃ نہ دینے والے چوتھے وہ جو حلال کی بیوی کو چھوڑ کر حرام کیطرف جانے والے ہیں۔ پانچویں وہ انسان جو لوگوں کے حقوق وامانتیں ادا کرنے پر قادر نہیں اور لادتا جاتا ہے۔ چھٹے بے عمل واعظ ہیں۔ ساتواں وہ شخص جو غلط بات منہ سے نکالے۔ اسی طرح آپ ﷺ نے جنت اور انعامات جنت جہنم اور درکات جہنم کو دیکھا۔ اسی طرح بعض لوگ

یسے پیٹ والے دکھائے گئے۔ جو کوٹھڑیوں کی طرح ہیں۔ جبرائیل علیہ السلام نے کہا یہ سود خور
ہیں۔ بعض ایسے لوگ بھی دکھائے گئے جو اونٹ کیطرح ہیں جنکے ہونٹوں سے چنگاریاں نکلتی ہیں۔
برائیل علیہ السلام نے کہا۔ یہ یتیموں کا مال کھانے والے ہیں۔ بیت المقدس میں تمام انبیاء علیھم
سلام کو آپ نے نماز پڑھائی اور ہر پیغمبر نے خطبہ دیا۔ تمام انبیاء علیھم السلام کو آپ کے استقبال کی
اطر جمع کیا گیا۔ ازاں بعد سفر آسمان شروع ہوتا ہے۔ جس کے لئے روایات کے مطابق زینہ لایا گیا
جس کے بارے میں روایات سونے کی بھی اور چاندی کی بھی ہیں اور بعض روایات میں آگے بھی
اق پر جانا ثابت ہوتا ہے۔ آسمان اول کا دروازہ کھولا گیا ایک بزرگ بیٹھے ہیں جبرائیل علیہ السلام
نے تعارف کرایا آپ کے باپ آدم علیہ السلام ہیں۔ ان کو سلام پیش کریں میں نے سلام کیا۔
ہوں نے مرحبا کہا۔ انکی داہنی طرف کچھ صورتیں ہیں جن کو دیکھ رہے ہیں۔ جبرائیل علیہ السلام
نے کہا داہنی طرف جنتی ہیں جن کو دیکھ کر ہنس رہے ہیں اور بائیں طرف دوزخی ہیں۔ جن کو دیکھ
رو رہے ہیں۔ دوسرے آسمان میں حضرت یحیٰ علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھا۔ تیسرے
مان میں حضرت یوسف علیہ السلام چوتھے آسمان پر حضرت ادریس علیہ السلام کو پانچویں آسمان پر
ضرت ہارون علیہ السلام کو چھٹے پر موسیٰ علیہ السلام کو ساتویں آسمان پر حضرت ابراہیم علیہ السلام
جو بیت المعمور کیساتھ اپنی کمر لگائے بیٹھے ہیں۔ پھر مجھے اوپر سدرۃ المنتہیٰ تک پہنچایا گیا۔ جس کے
اتنے بڑے ہیں جیسے مقام ہجر کے مٹکے پھر مجھے ایک ہموار میدان کیطرف اٹھایا گیا۔ جہاں میں نے
موں کی آواز سنی اور مجھ پر پچاس نمازیں فرض کیں۔ مقام سدرہ کے بعد جبرائیل علیہ السلام آگے
نے سے رک گئے اور معذرت پیش کی کہ اگر میں آگے بڑھوں تو نور سے میرے پر جل جاتے ہیں
خ سعدیؒ نے اسی کا ترجمہ اشعار پیش کیا۔

بر وگفت سالار بیت الحرام — کہ اے حامل وحی برتر خرام
چو در دوستی مخلصم یافتی — عنانم ز صحبت چرا تافتی
بگفتا فراتر مجالم نماند — بماندم کہ نیروئے بانم نماند
اگر یک سر موئے برتر پرم — فروغ تجلی بسوزد پرم

بعد ازاں مجھے ستر ہزار نوری حجاب طے کرائے گئے۔ انہی نوری حجابوں میں ہر قسم کی آہٹ ختم ہو گئی اور مجھے آواز آئی قف یا محمد ﷺ فان ربک یصلی۔ اے محمد ﷺ ٹھہر جا تیرا رب صلوۃ میں مشغول ہے۔ مجھے حیرت ہوئی کہ رب اور صلوۃ یعنی نماز مجھے آواز آئی ھوالذی یصلی علیکم وملٰئکتہ لیخرجکم من الظلمات الی النور یعنی صلوۃ سے مراد رب تعالیٰ کی رحمت ہے۔ آپ ﷺ کیلئے اور آپ کی اُمت کیلئے۔ کیا نبی کریم ﷺ نے رب تعالیٰ کو دیکھا ہے۔ عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ آپ نے رب تعالیٰ کو دو مرتبہ دیکھا۔ ایک دفعہ دل سے دوسری دفعہ ظاہری آنکھ سے امام احمدؒ سے پوچھا گیا کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جو شخص کہے کہ نبی علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کو دیکھا ہے۔ اس نے اللہ تعالیٰ پر افتراء کی تو اس روایت کا کیا جواب دیا جائے فرمایا نبی علیہ السلام کے قول سے رأیت ربی میں نے اپنے رب کو دیکھا ہے۔ آخر میں اتنا عرض کر دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ بطلیموسی اور فیثاغورسی سائنس پر ایمان رکھنے والوں نے روایت اور درایت کے اصولوں سے ناواقفوں نے سائنسی توہمات و تخیلات کو اپنا ایمان بنالیا۔ آیات قرآنی واحادیث نبویہ جو قطعی اور متواتر ہیں۔ جن پر اجماع امت منعقد ہو چکا ہے۔ کی دوراز کار تاویلات کر کے خدا کو بھی اپنے توہمات واباطیل کا پابند بنانے کی جھوٹی کوشش کی مگر حسب ارشاد الٰہی وحاق بھم ماکانوا یستھزؤن آج انکشافات جدیدہ نے پرانے انکشافات کا بھرم کھول دیا۔ امید ہے یہ تحریر منکرین معراج جسمانی کیلئے مفید ثابت ہو گی۔ ان ارید الا الاصلاح مااستطعت وماتوفیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ انیب حسبنا اللہ ونعم الوکیل ولاحول ولاقوۃ الاباللہ العلی العظیم۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

خط وکتابت کرتے وقت خریداری نمبر کا حوالہ ضرور دیں۔